DOI: https://doi.org/10.52541/fn.v60i2.1884

قرآن کی سائنسی تفسیر اور دعوت الی اللہ: "کتاب زندگی" کا تجزیاتی مطالعہ

عفت بتول ❁

The scientific tafseer of the Quran and Dawah: a study of "Kitab e Zindegi"

Iffat Batool ❁

Abstract: The scientific revolution has left the world in awe and laid the foundation for scientific evidence-based research. It has also provided the premise for religious scholars to incorporate scientific precepts into their learning and interpretation of the Quran. This idea was proposed by early Muslim Scholars like Ghazali and Razi. However, this field has become increasingly important in the contemporary era as Muslim researchers seek to inspire western scholars and attract their attention to the miraculous nature of the Quran.
In this context, this article provides a critical analysis of Sultan Bashir's Quran's scientific interpretation of Surah Fatihah and Baqarah to highlight his efforts in this regard and to guide future research in this area of study.
Keywords: Qur'an, science, interpretation, Kitāb-e-zindagī, Da'wah,

Summary of the article:
The article signifies the importance of interpreting the Quranic verses that refer to the signs of nature with scientific theories and evidence since it is one of the most effective ways of preaching Islam in the contemporary era.

The author has based his argument on the case study of Sultan Bashir's Quran's scientific interpretation and has sought to critically analyze it by dividing the work into two parts: the first part comprises the introduction along with the explanation of the relevance of this aspect with the responsibility of Dawah in today's day and age, whereas the second half is a critical analysis of the author's contribution to the field, concluding with the main objectives of the study.

❁ لیکچرار شعبہ تفسیر، فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز (اصول الدین)، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔

❁ Lecturer Department of Tasfeesr, Faculty of Islamic Studies, International Islamic University, Islamabad. (iffat.batool.iiu.edu.pk)

The miraculous revelation of the Quran was bestowed upon the Prophet P.B.U.H. Scholars of all times and ages have explored its eloquence. The early writings focused on linguistics, rulings, and prophecies. However, in the twentieth century, scholars started exploring the scientific aspects of the Quran, beginning with Imam Ghazali, followed by Imam Raazi and Imam Zarkashi, in correspondence with the revolutionary developments in the scientific fields by Western scientists.

The scholars contributing to this field can be divided into two groups: those greatly influenced by Western philosophy like Sir Syed Ahmad Khan, Jamal-ud-Din Afghani, and Muhammad Ali Pasha who believed that the Quran cannot be contradictory to any scientific fact and they tried to at times interpret verses in an inappropriate way just to successfully align them with a scientific fact; whereas the other group of scholars believed that the use of science to explain and prove the miracles of the book, and to preach Islam to the disbelievers it not only necessary but inevitable.

Sultan Bashir-ud-Deen Mahmood, a scientist, engineer, and the recipient of Sitara-e-Imtiaz, explains that the purpose of his book is to provide valuable insights into what Quran has to offer to mankind in the 21st century. The book provides a balanced scientific explanation of the Quranic verses highlighting the moral values of a Muslim community, unlike some scholars who just focused on unnecessary referencing of Scientific facts and at times barely hypotheses that were later refuted by the scientists themselves by interpreting Quranic Verses accordingly.

However, because he did not acquire any formal education in the field of Tafseer, some valid questions can be raised against him as he did not consider the authentic Ahadith for Tafseer in certain instances. The scientific interpretation can only be considered as an extension of the provided explanations and not be declared as the original meaning intended, whereas he on multiple occasions only focused on the scientific meaning and presented it as the original meaning, for instance interpreting "*fasaad fil Ardh*" (فساد فی الارض) as *Environmental Pollution,* thereby completely ignoring the meaning narrated by Ibn Abbas R.A.

Similarly, the cause of revelation must be mentioned, or else the contribution will be considered incomplete and at times misunderstood. Furthermore, no opinion can be presented as absolute, considering tentative opinions must not be associated with the unchangeable nature of the Quran.

Furthermore, the writer must not be ignorant of the pretexts provided by the previous scholars and must not label them as ignorant or unaware of the meaning as the Quran is a guide for mankind of all times.

Also, excessive referencing of the science of philosophy undermines the uniqueness of the Quran. Avoiding such mistakes will surely add to the eminence of the book and the field of scientific interpretation of the Quran which is undoubtedly one of the most required fields today.

قرآنِ کریم اپنے عہدِ نزول ہی سے امت کی فکری تگ و تاز کی جولاں گاہ رہا ہے۔ مرورِ وقت کے ساتھ اس کے فہم وتدبر کے نئے زاویے اور مناہج متعارف ہوئے، جیسے کلامی منہج، بلاغی منہج، لُغوی منہج، اشاری منہج وغیرہ۔ اسی کے ساتھ اس کتابِ عظیم کے اعجاز کو نمایاں کرنے کی کوششیں بھی شروع ہوئیں اور علماے امت نے اس پہلو کو بھی پُر ثروت بنادیا۔

موجودہ دور میں اعجاز القرآن سے متعلق دو اہم اصطلاحات التفسير العلمي اورالإعجاز العلمي منظر عام پر آئیں۔ ایک مفسر جب سائنسی علوم مثلاً علم طب، علم کیمیا اور علم ہندسہ کو قرآنی آیات کے ساتھ منسلک کرتا ہے تو ایسے طریق تفسیر کو تفسیر علمی کہا جاتا ہے۔[۱] اعجازِ علمی سے مراد ہے کہ قرآن کریم میں تخلیق کائنات، صناعتِ ارض وسماوات اور تخلیق انسان سے متعلق کچھ ایسے حقائق بیان کیے گئے ہیں جنھیں آج تک سائنس نہیں جھٹلا سکی۔ مزید بر آں آج سے چودہ سو سال پہلے صحراے عرب سے تعلق رکھنے والے ایک امی انسان کے لیے ان حقائق کو بیان کرنا ممکن نہ تھا۔ یہ حقیقت مصدر قرآن کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ مصدرِ قرآن اس خالق کائنات کے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتا جس کا علم ایک ذرے سے لے کر کائنات میں موجود بڑی بڑی کہکشاؤں کو محیط ہے۔[۲] تفسیر علمی کی بنیاد قرآن کریم میں موجود وہ آیات ہیں جن کو آیات کونیہ کہا جاتا ہے۔[۳] جن علمانے اس طرز تفسیر پر کام کیا ہے وہ یہی دعویٰ کرتے ہیں کہ آیات کونیہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ قرآن پاک میں ہر علم کی اساس موجود ہے۔

موجودہ دور میں مختلف علمانے تفسیر علمی کے میدان میں نمایاں کام کیے، کیوں کہ ان کا خیال ہے یہ طرز

۱۔ دیکھیے: فہد بن عبدالرحمن بن سلیمان الرومی، **اتجاهات التفسير في القرآن الرابع عشر** (مؤسسة الرسالة السعودية: إدارات البحوث الإسلاميه، ۱۹۸۶ء)، ۲: ۵۴۹؛ ، عبدالمجید عبد السلام المحتسب، **اتجاهات التفسير في العصر الراهن** (اردن: مكتبة النهضة الإسلامية، ۱۹۸۰ء)، ۲۴۶۔

۲۔ زغلول راغب محمد النجار، **مدخل إلى دراسة الإعجاز العلمي في القرآن الكريم و السنة النبوية المطهرة** (بیروت: دار المعرفة، ۲۰۰۹ء)، ۱۳۱۔

۳۔ آیات کونیہ سے مراد وہ آیات ہیں جو الکون یعنی اس کائنات سے متعلق ہیں۔ قرآن پاک میں جابجا اللہ تعالیٰ نے زمین، آسمان، سورج، چاند، ستاروں کا ذکر کیا ہے اور انسان کو دعوت تفکر دی ہے۔ اس طرح ان آیات میں مذکورہ چیزوں سے متعلق زبردست حقائق کا ذخیرہ ہے۔ جو موجودہ سائنس کی تحقیقات کے مطابق ہیں۔

عمل دعوت الی اللہ کا مؤثر ترین ذریعہ ہے۔ موجودہ مقالے میں مقالہ نگار نے تفسیر علمی اور دعوت الی اللہ کے مابین تعلق پر روشنی ڈالی ہے اور اس ضمن میں کی جانے والی کوششوں کا جائزہ لیا ہے۔ زیر نظر مقالے میں درج ذیل سوالات کا جواب حاصل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۱۔ کیا تفسیر علمی کے طریقۂ کار کو دعوت الی اللہ کے مؤثر اسالیب میں شمار کیا جاسکتا ہے؟

۲۔ ہمارے پاس اس ضمن میں کیا میزان و معیار ہے جس پر ایسی کوششوں کی صحت و سقم کو پرکھا جائے؟

ان سوالات کا جائزہ لینے کے لیے مقالہ نگار نے پاکستانی انجینئر سلطان بشیر الدین کی تالیف **کتابِ زندگی : قرآن کی سائنسی تفسیر** کو مطالعے کے لیے منتخب کیا ہے۔

منہج بحث

کتابِ زندگی : قرآن کی سائنسی تفسیر کے مطالعے کے لیے مقالہ نگار نے تحقیقی و نقدی (Critical Analytical Method) اختیار کیا ہے۔

مقالہ نگار نے اپنے کام کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے:

پہلے حصے میں موضوع کا تعارف و تاریخ اور اس کا دعوت الی اللہ سے تعلق بیان کیا گیا ہے۔

دوسرا حصہ اصل موضوع کے لیے مختص ہے۔ کتاب کا تعارف و منہج بیان کرنے کے بعد مقالہ نگار نے کتاب کو تفسیر علمی و فن اصول تفسیر کے میزان پر پرکھا ہے۔

خاتمہ میں مقالہ نگار نے حاصل شدہ نکات کو قارئین کے سامنے رکھا ہے۔

حصۂ اوّل

اللہ رب العزت نے حضرت انسان کو نہ صرف تخلیق کیا، بلکہ اس کی زندگی کو نورِ ہدایت سے منور کرنے کے لیے اپنے رسولوں کو مبعوث کیا۔ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ ان برگزیدہ ہستیوں نے اپنی اپنی قوم کو راہ حق کی طرف بلانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ ہر رسول نے اپنے زمانے کے حالات کی مناسبت سے بہترین وسائل دعوت استعمال کیے۔ رسل و انبیا کی کوششوں کو حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام کی زبان سے یوں بیان کیا جاسکتا ہے۔

"اے رب میں نے اپنی قوم کو دن رات دعوت دی، لیکن وہ میرے بلانے سے دور ہی بھاگتے رہے اور میں نے جب بھی انھیں بلایا کہ آپ انھیں معاف فرمائیں، انھوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں اور اپنے کپڑے اپنے اوپر ڈال لیے اور ضد کی

اور غرور کیا۔ پھر میں نے انھیں علانیہ پکارا، پھر میں نے انھیں کھول کر اور چپکے سے پکارا۔"[۴]

اپنی پہلی علانیہ دعوت میں نبی کریم ﷺ کا کوہ صفا پر چڑھنا اور "وا صباحاہ" پکارنا اس بات پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے زمانے میں رائج طرق انداز دعوت کو بخوبی استعمال کیا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انبیاے کرام کو ان کے وقت و حالات کے مطابق معجزات عطا کیے۔ یہ معجزات ان کے من جانب اللہ ہونے پر واضح اور سچی دلیل بنے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت یہ رہی ہے کہ جس علاقے میں جو معجزہ بھیجا جائے، وہ اس علاقے کے اعلیٰ ترین انسانی کمالات سے ماورا ہو اور لوگ یہ تسلیم کر لیں کہ یہ ہمارے بس سے باہر کی چیز ہے۔

چناں چہ ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف پیغمبروں مثلاً حضرت صالح علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے وقت کہ لحاظ سے ایسے معجزات عطا کیے گئے جن کو ان کی اقوام نے اپنے کمالات سے باہر کی ایک چیز تسلیم کیا۔ نبی آخر الزماں ﷺ کو ایسا معجزہ عطا کیا گیا جس نے اپنے وقت کے فصاحت و بلاغت کے علم برداروں کو انگشت بدنداں کر دیا۔

اعجاز القرآن الکریم ایک ایسا موضوع ہے جس پر علماے کرام نے زمانۂ قدیم و جدید میں دقیق کام پیش کیے۔ اس ضمن میں کچھ اہم تالیفات **النکت في إعجاز القرآن، بیان إعجاز القرآن، الرسالة الشافية في الإعجاز** ہیں جو بالترتیب علی بن حسین الرُمّانی (ف: ۳۸۶)، امام الخطابی (ت: ۳۸۶) اور الجرجانی (ت: ۴۷۱) نے تصنیف کیں۔ اسی طرح عصر حاضر میں بے شمار کتابیں منظر عام پر آئیں۔ ان کاموں کا حاصلِ مطالعہ یہ ہے کہ قرآن پاک زبان، اسالیب، تشریعی احکام، اخبارِ ماضی و مستقبل کی وجہ سے معجزہ ہے۔

انیسویں صدی کے نصفِ آخر میں قرآن کریم کے جس اعجازی پہلو کو زیادہ اجاگر کیا گیا، وہ علمی اعجاز ہے۔ علماء کی اکثریت اس بات کی قائل ہے کہ اگرچہ تفسیر کا یہ رجحان جدید ہے، لیکن اس کی بنیاد امام الغزالی (ت: ۵۰۵) کا تصور علوم قرآن ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ تمام علوم کی بنیاد قرآن پاک میں موجود ہے۔ اس کے بعد مزید کچھ علما مثلاً امام الرازی (ت: ۶۰۶ھ)، بدر الدین الزرکشی (۷۹۴ھ) نے اس نظریے کی تائید کی۔

غالباً اس کی ایک بنیادی وجہ انیسویں و بیسویں صدی میں سائنسی و تحقیقی میدانوں میں مغرب کی شان دار کام یابی رہی ہے۔ سائنسی علوم کے غلبے کو دیکھتے ہوئے یہ ضرورت محسوس کی گئی کہ قرآن پاک اور سائنس کے

۴۔ القرآن، ۷۱: ۵-۷۔

تعلق کو بیان کیا جائے۔ (۵) مقالہ نگار کے نزدیک جن علما نے یہ ضرورت محسوس کی، ان کو بھی دو گروہوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

ایک تو وہ مسلمان علما ہیں جو مغرب کے طرز تعلیم و طرز فکر اور علمی میدانوں میں اس کی ترقی کی وجہ سے مرعوبیت کا شکار تھے اور اسی وجہ سے ان کے اپنے طرز فکر میں مغربی افکار و فلسفے کی طرف واضح رجحان دکھائی دیتا ہے۔ ایسے علما میں سید احمد خان، جمال الدین افغانی، محمد عبدہ اور محمد علی پاشا نمایاں ہیں۔ خاص طور پر سر سید احمد خان نے اپنی تفسیر میں متعدد قرآنی آیات کو سائنسی تاویلات کے ساتھ جوڑا۔ ان کے مشہور نظریہ "قرآن کلام اللہ اور کائنات عمل اللہ" کا مفہوم یہ ٹھہرا کہ کلام اللہ اور عمل اللہ میں کوئی تناقض نہیں ہو سکتا۔ اس لیے قرآن اور سائنسی علوم میں بھی کوئی تناقض نہیں کیوں کہ سائنس کائنات کا ہی علم ہے۔ (۶) اپنے اس عقیدہ کی بنیاد پر وہ معجزات کی سائنسی تاویل کرتے ہیں۔

دوسری طرف وہ علما ہیں جن کے نزدیک قرآن کا اعجازِ علمی ثابت کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے، اس لیے کہ قرآنی منشا کو روحِ عصر کے مطابق کر کے پیش کرنا تثبیت ایمان اور دعوت اللہ کا مؤثر ترین ذریعہ ہے۔ ان علما کا خیال ہے کہ عصر حاضر میں خاص طور پر مغربی مفکرین کو قرآن کی طرف راغب کرنے کے لیے قرآن کے اعجاز علمی کو اجاگر کیا جائے اور ایسا کرنا اسی طرح ممکن ہے جب قرآن کی علمی تفسیر کی جائے۔ ان کے نزدیک چوں کہ مغرب ہر اسی چیز پر ایمان رکھتا ہے جس کو سائنس ثابت کر دے، اس لیے جب قرآن و سائنس کا باہمی تعلق ثابت کیا جائے گا تو مغربی علما قرآن کی طرف مائل ہوں گے۔ (۷)

القرآن و العلم الحدیث کے مؤلف عبد الرزاق نوفل اعجاز القرآن کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے بعد لکھتے ہیں کہ چوں کہ دعوتِ اسلامی صرف عالم عرب تک مقصور نہیں ہے، اس لیے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسلام کو غیر اقوام تک کس طرح پہنچایا جائے؟ موجودہ دور میں ہم قرآن کے اعجاز کو تب ہی ثابت کر سکتے ہیں جب ہم اس کے علمی پہلو کو سامنے لائیں۔ قرآن پاک ایک ایسا علمی و سائنسی معجزہ ہے جس میں تمام علوم کے اصول موجود ہیں۔ جب ہم ایسا کریں گے تب ہی اپنی مسئولیت دعوت الی اللہ سے بری الذمہ ہو سکیں گے۔ (۸)

5– Zafar Ishaq Ansari, "Scientific exegesis of the Quran", *Journal of Quranic Studies*, Vol: 3, No: 1 (2001), PP. 91-104.

۶– سید احمد خان، **تفسیر القرآن** (لاہور: دوست ایسوسیشن، ۱۹۹۴ء)۔

7– http:islamdaline/author/m.ossanusi.

۸– عبد الرزاق نوفل، **القرآن والعلم الحدیث** (بیروت: دار الکتاب العربي، ۱۹۸۴ء)، ۲۶۔

اسی طرح ایک اور عالم لکھتے ہیں:

جس طرح قرآن کریم کے تفسیر علمی کفار کو مائل بہ قرآن کر سکتی ہے، اسی طرح یہ ایک مؤمن کے ایمان کی تقویت و زیادتی کا ذریعہ بھی بن سکتی ہے۔۔۔ مزید برآں اگر دعوت کو تفسیر علمی کے دلائل سے مضبوط کیا جائے تو اس کا لوگوں کی روحانی و عقدی زندگی میں ایک گہرا اثر دیکھنے کو ملے گا۔ ایک ایسے دور میں جب علوم و فلسفوں کا غلبہ ہو یہ امر نہایت ضروری ہے کہ دعوت کے منہج کی اصلاح کی جائے اور یہ تب ہی ہو گا جب دعوت اسلامی کو منہج تفسیر علمی کے ساتھ جوڑا جائے۔ (۹)

ہم دیکھتے ہیں کہ اسی طرز فکر کو اپناتے ہوئے موجودہ دور میں متعدد علمانے اپنے منہج دعوت کو تفسیر علمی کے ساتھ مربوط کر رکھا ہے اور وہ اپنے محاضرات و مجالس میں قرآن کریم کی تفسیر علمی کرتے ہوئے لوگوں کو قرآن کی طرف مائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ (۱۰)

ان علما کے نزدیک درج ذیل وجوہ کی بنا پر ایسا کرنا ضروری ہے:

۱۔ قرآن تمام علوم کونیہ کا سرچشمہ ہے۔ اپنے اس نظریے کی تائید میں وہ امام الغزالی، جلال الدین السیوطی اور فخر الدین الرازی کے اقوال کو پیش کرتے ہیں جو اس بات کے پرزور حامی تھے کہ قرآن کریم میں ہر علم کی اساس موجود ہے۔ (۱۱)

۲۔ قرآن و سنت کے اندر ایسا مواد موجود ہے جو علوم کونیہ سے متعلق ہے۔

۳۔ یہ طرز عمل قرآن و سنت سے منافی نہیں ہے۔ (۱۲)

بہر حال اگر دیکھا جائے تو اس نظریے کی بنیاد پر انیسویں اور بیسویں صدی میں تفسیر علمی کے رجحان میں قابل قدر اضافہ ہوا اور اس سلسلے میں بہت اہم تالیفات سامنے آئی ہیں۔ (۱۳) اسی سلسلے کی ایک کڑی علامہ طنطاوی

۹۔ فائز عبد العزیز، اثر التفسیر العلمي في أركان الدعوة (http://www.eajaz.com/index)

۱۰۔ ایسے علما میں چند نمایاں نام عبد المجید زندانی، د۔ محمد علی الباز، د۔ زغلول النجار، د۔ عبد الجواد الصاوی وغیرہ کے ہیں۔

۱۱۔ مثال کے طور پر دیکھیے: امام الغزالی، **إحياء علوم الدين** (بیروت: دار الكتب العلمية، ۱۹۸۷ء)، ۱: ۳۴۷؛ جلال الدین السیوطی، **الإتقان في علوم القرآن** (بیروت: المكتبة العربية، ۱۹۹۷ء)، ۵: ۲۴-۳۷۔

12– “Scientific Exegesis of the Quran”, 92.

۱۳۔ مثلاً محمد بن احمد الاسکندرانی کی **كشف الأسرار النورانية** جو ۱۸۸۰ء میں تالیف کی گئی۔ عبد العزیز اسماعیل کی **الطب الحديث** ۱۹۳۸ء میں منظر عام پر آئی۔ اسی طرح ایک اہم کتاب **مدخل إلى دراسة الإعجاز العلمي في القرآن الكريم و السنة النبوية المطهرة** ہے جس کو زغلول النجار نے تالیف کیا۔

جوہری کی الجواهر في تفسير القرآن ہے جو قرآنی اور سائنسی علوم کا دائرۃ المعارف ہے۔

حصۂ دوم

کتاب زندگی کا تجزیاتی مطالعہ

(سورۃ الفاتحہ، سورۃ البقرہ)

۱۔تعارف کتاب مؤلف

سلطان بشیر الدین محمود پاکستان سے تعلق رکھنے والے ایٹمی سائنس دان انجینئر ہیں جو اپنی عمدہ کارکردگی کی بنیاد پر ستارۂ امتیاز کے مستحق قرار پائے۔ وہ پاکستان اٹامک انرجی کمیشن کے ڈائریکٹر جنرل بھی رہ چکے ہیں۔ دین کی طرف شدید رغبت کی وجہ سے مصنف نے اپنا ہدف یہ طے کیا کہ وہ قرآن کریم کی سائنسی تفسیر لکھیں گے۔

اپنی تفسیر کے مقدمے میں وہ لکھتے ہیں: "اس کتاب کا مقصد موجودہ زمانے کے مسائل کو اللہ کی کتاب کی روشنی میں سمجھنا ہے اور یہ دیکھنا ہے کہ قرآن اکیسویں صدی کے انسان کو کیا دے سکتا ہے۔"(۱۴) مزید برآں کہتے ہیں: "موجودہ زمانے میں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ طبیعات و مابعد الطبیعات کے حوالے سے قرآن کو سمجھا جائے۔ جب مسلمان قرآن کریم کے اعجاز علمی کو سمجھ جائیں گے تو ہی وہ دنیا سے لادینیت کے اندھیروں کو ختم کر سکیں گے۔"(۱۵) وہ مزید لکھتے ہیں: "میرے سامنے ایسے مسلم نوجوان ہیں جو سائنس اور ٹیکنالوجی کی وجہ سے مغربی دنیا سے مرعوب ہیں، خصوصاً سائنس کے نام پر کسی بات کو حرف آخر سمجھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ خالق کائنات سے بڑا کوئی سائنس دان نہیں ہے اور اس کا کلام اٹل ہے۔"(۱۶)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ ان کا ہدف یہی تھا کہ وہ قرآن کریم اور سائنس کے مابین تعلق کو اجاگر کر کے موجودہ دور کے نوجوانوں کے لیے راہ زندگی روشن کرنا چاہتے ہیں۔

مقدمے کا مطالعہ کرنے سے ہمیں مصنف کے بارے میں بنیادی معلومات ملتی ہیں؛ خاص طور پر یہ کہ وہ اپنے عقیدے میں پختگی لیے ہوئے ہیں اور ان کا ہدفِ تصنیف خالصتاً رضائے الٰہی کا حصول ہے۔ اسی طرح قرآن پاک کے وحی الٰہی ہونے، اس کے ابدی معجزہ ہونے اور ہوبہو اسی صورت میں ہم تک محفوظ ہونے وغیرہ کے

۱۴۔ سلطان بشیر محمود، **کتاب زندگی: قرآنِ حکیم کی سائنسی تفسیر** (اسلام آباد: القرآن الحکیم ریسرچ فاؤنڈیشن، ۲۰۰۴ء)، ۱۴۔

۱۵۔ نفسِ مصدر، ۱۴۔

۱۶۔ نفسِ مصدر، ۱۴۔

نکات پر اپنے یقین کا اظہار کرتے ہیں۔ اسی طرح مختلف جملوں میں قرآن سے محبت کی جھلک نظر آتی ہے، لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کہ فاضل مصنف کا دینی تعلیم کا کوئی پس منظر نہیں ہے۔ وہ ایک سائنس دان اور انجینئر ہیں۔ یہ محض ان کی ایمانی حدت و دینی رغبت تھی جس کی وجہ سے انھوں نے یہ کتاب تالیف کی۔

کتاب کا جائزہ لینے سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ان کی کتاب ایک معتدل رنگ لیے ہوئے ہے۔ اس میں طنطاوی الجوہری کی تفسیر کی طرح سائنسی مفروضات کی بھرمار نہیں ہے۔ وہ کہیں کہیں سائنسی اشارات کو بیان کرتے ہیں۔ جہاں کچھ نکات ان کے نزدیک تفصیل طلب تھے، وہاں انھوں نے خاص طور پر ضمیمے لکھے جو کتاب کے آخر میں موجود ہیں۔ ان کی تفسیر پر عموماً اصلاحی پہلو غالب ہے۔ مفسر نے جابجا آیات کی وضاحت کے دوران میں موجودہ معاشرے کے حالات پر بحث کی ہے اور قرآن کی روشنی میں ان کے حل بتائے ہیں۔ اسی طرح مفسر نے اگرچہ مقدمے میں بیان کر دیا ہے کہ وہ بہت علمی تفاصیل میں نہیں جائیں گے، لیکن متعدد مقامات پر انھوں نے آثار کی روشنی میں علمی نکات بیان کیے ہیں، البتہ اس معاملے میں ان سے کچھ چوک ضرور ہوتی ہے۔ مثلاً الصلوة الوسطى [۱۷] کی وضاحت کرتے ہوئے وہ اس معنی کو صحیح قرار نہیں دیتے جو صحیح احادیث کی روشنی میں ہم تک پہنچا ہے۔

چوں کہ اس مقالے کا مقصد ان کی سائنسی تفسیر کا تفصیلی جائزہ لینا ہے۔ اس لیے مقالہ نگار کی رائے میں بہتر یہ ہوگا کہ اس کی ابتدا میں ہم ان قواعدِ تفسیر اور تفسیر علمی کے ضوابط پر اجمالاً ایک نظر ڈالیں جو ان کی سائنسی تفسیر کو پرکھنے کے لیے ایک میزان کا کام دیں گے۔

۱۔ قرآن کریم کے الفاظ کو انھی معانی کے مطابق لیا جائے گا جو لغتِ عرب میں معروف اور مستعمل ہوں الا یہ کہ قرائن مرجوح معنی کے اختیار پر دلالت کریں۔ [۱۸] تفسیر علمی میں جو معنی لیا جائے وہ اصلی معنی بیان کرنے کے بعد مفہوم اضافی یا (Extended Meaing) کے طور پر بیان کیا جائے گا۔

۲۔ مقاصد نزول قرآن کو سمجھنا ایک مفسر کے لیے انتہائی ضروری ہے؛ بصورت دیگر یہ ہو سکتا ہے کہ مفسر علمی و سائنسی نکات کا ایک ذخیرہ تو قاری کے سامنے رکھ دے، لیکن مقصدِ نزول آیت کو پورا نہ کرے۔ [۱۹] مقالہ نگار کی نظر میں ایسی تفسیر کو ناقص سمجھا جائے گا۔

۱۷۔ القرآن، ۲: ۲۳۸۔

۱۸۔ مساعد بن سلیمان الطیار، **فصول في أصول التفسير** (ریاض: دار النشر، ۱۹۹۳ء)، ۴۳۔

۱۹۔ امام الشاطبی، **الموافقات**، (بیروت: دار المعرفة، ۱۴۰۱ھ)، ۴: ۲۰۹۔

۳۔ تفسیر علمی میں مفسر کسی تکلف سے کام نہ لے۔ اگر کہیں کوئی اشارہ موجود ہو تو اس کا ذکر کرے۔

۴۔ اصول تفسیر کے اہم قواعد میں سے ہے کہ مفسر اپنی رائے کو حتمی و صحیح رائے کے طور پر پیش نہ کرے۔ تفسیر علمی میں بھی یہی بات مد نظر ہونی چاہیے کہ مفسر سائنسی علوم کو ایسے بیان نہ کرے کہ گویا یہی زیر نظر آیت کی مراد ہے۔

۵۔ اسی طرح تفسیرِ علمی کی صحت کے لیے ضروری ہے کہ قرآن کو مفروضات کے ساتھ نہ جوڑا جائے کیوں کہ سائنسی مفروضات قابل تغیر ہیں جب کہ قرآنی حقائق ثابت شدہ ہیں۔[۲۰]

II–سائنسی تفسیر کا جائزہ

۱۔ اس سے قبل ذکر کیا گیا ہے کہ عمومی طور پر سلطان بشیر محمود نے تفصیل طلب نکات کو ضمیمہ جات کے طور پر کتاب کے آخر میں بیان کیا ہے۔ اسی طرح آپ عموماً آیت کا صحیح مطلب بیان کرنے کے بعد ہی سائنسی استفادات بیان کرتے ہیں جیسے آیتِ انفاق میں انفاق کی فضیلت و اہمیت ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "آیت کی روشنی میں زراعت کے اہم اصول"[۲۱] لیکن کہیں کہیں وہ ایسی تفسیر بھی سامنے لاتے ہیں جو ان کے خیال میں متعین معنی ہے اور اس ضمن میں سیاق و سباق یا آثار کو اہمیت نہیں دیتے۔ مثلاً سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۰ کی تفسیر کرتے ہوئے وہ " فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ " میں مرض سے مراد ذہنی بیماریاں یا(Phycological Disorders) لیتے ہیں اور وضاحت کرتے ہیں کہ یہ بیماریاں کیسے ارتقا پاتی ہیں۔[۲۲] وہ لکھتے ہیں:

> یہ آیت ایک بہت بڑی سائنسی حقیقت کو آشکار کر رہی ہے۔ اجسام کی بیماری سے تو انسان ایک عرصہ سے واقف ہے لیکن دلوں کی بیماری کیا ہے اس کا صحیح ادراک ۲۰ ءویں صدی میں ہوا۔ اور لسانی زبان میں ان کا نام ذہنی بیماریوں رکھا گیا ہے۔ ان بیماری کی وجہ کیا ہے؟ ڈاکٹرز بھی ابھی تک اندھیرے میں ہیں لیکن اس آیت مبارکہ کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ بے شمار سائیکلولوجیکل بیماریوں کی وجہ دلوں کا نفاق، جھوٹ اور مکر و فریب ہے۔ شاید کوئی جھوٹا انسان ان بیماریوں سے بچا ہو اور شاید ہی کوئی سچا آدمی ان میں مبتلا ہو۔

مفسر کی اس تفسیر کا جائزہ لینے سے پہلے ہم دیکھ لیتے ہیں کہ اس آیت کا سیاق و سباق کیا ہے؟ کن حالات

۲۰۔ فہد الرومی، **اتجاهات التفسير في القرآن الرابع عشر**، ۲: ۶۰۳۔

۲۱۔ سلطان بشیر محمود، مصدرِ سابق، ۳۵۹۔

۲۲۔ سلطان بشیر محمود، مصدرِ سابق، ۵۰۔

میں یہ آیت نازل ہوئی اور سلف صالح نے اس کا کیا مطلب لیا ہے؟

زیر بحث آیت سورۃ البقرہ کے دوسرے رکوع کا حصہ ہے۔ شروع آیات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ انسانیت کے تین مختلف گروہوں کا تذکرہ کررہے ہیں، جن کا انجام ان کی صفات کے لحاظ سے مختلف ہے۔ پہلے قوانین اور ان کی فلاح وکام یابی کا تذکرہ ہے۔ اس کے بعد کفار کا ذکر کیا گیا جن کے دلوں پر ان کے کفر صریح کی وجہ سے مہر لگا دی جاتی ہے اور اس کے بعد منافقین کا تذکرہ ہے۔ امام ابن جریر الطبری ان آیات کے متعلق فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ نے شروع کی چار آیات میں مومنین کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کے بعد دو آیات میں کفار کا حال بیان کیا ہے۔ اس کے بعد ان لوگوں کا تذکرہ ہے جو دلوں میں کفر چھپائے بیٹھے ہیں اور بظاہر مومن ہیں۔[۲۳]

آیت کا سیاق بتاتا ہے کہ یہ آیات کفار و منافقین کے بارے میں ہیں کیوں کہ آیت زیر نظر سے پہلی آیت منافقین کی حالت بیان کررہی ہے، لہٰذا مرض سے مراد "نفاق" ہے۔ آثار صحابہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ مرض سے مراد شک و نفاق ہے۔ امام ابن کثیر عبد اللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ نفاق سے مراد شک ہے۔[۲۴] ان اقوال کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ سلطان بشیر محمود نے یہاں مرض کی تشریح "نفسیاتی خلل" سے کرکے غلطی کی ہے۔

Physiological Disorder تو وہ نفسیاتی یا دماغی عدم توازن ہے جس کا اثر انسان کی روزمرہ کی زندگی پر ہوسکتا ہے۔ اگرچہ اس کی مخصوص وجوہات معلوم نہیں ہوسکی ہیں، لیکن عمومی طور پر اس کی ایک وجہ دماغی ہارمونز کا عدم توازن ہے۔ اس کے علاوہ بچپن کا کوئی واقعہ، بیماری اور ذہنی دباؤ بھی اس کی وجہ بن سکتے ہیں۔

اس تعریف سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ Physiological Disorder کلی طور پر باقی جسمانی امراض کی طرح ایک بیماری ہے جو کسی بھی انسان کو لاحق ہوسکتی ہے۔ اور جس طرح ایک مومن بخار میں مبتلا ہوسکتا ہے یا سر درد محسوس کرسکتا ہے اسی طرح وہ اس بیماری میں بھی مبتلا ہوسکتا ہے۔

۲۔ اسی طرح "فساد فی الارض" کی اصطلاح کو صرف ماحولیاتی آلودگی کے ساتھ منسلک کرنا بھی ایک تکلف

۲۳۔ ابن جریر الطبری، **جامع البیان** (مکہ مکرمہ: دار التربیة والتراث، س ن)، ۱: ۲۔

۲۴۔ ابو الفدا اسماعیل بن عمر بن کثیر، **تفسیر القرآن العظیم** (بیروت: دار الکتب العلمیة، ۱۴۱۹ھ)، ۱: ۸۹۔

نظر آتا ہے۔ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں: ”یہ آیت ماحولیاتی سائنس دانوں کے لیے بے مثل معجزہ ہے۔ مزید کہتے ہیں کہ جو لوگ معیار زندگی کو بلند کرنے کے لیے اور غلط ذرائع کے استعمال سے ماحول کو آلودہ کر رہے ہیں وہی فسادی ہیں۔“[۲۵]

ان آیات کا سیاق سباق بھی بتاتا ہے کہ یہاں فساد کی اصطلاح ایک وسیع تر معنی کے لیے استعمال کی گئی اور اس کا سب سے اوّلین معنیٰ ”کفر“ ہے۔ اسی طرح نفاق اور معصیۃ اللہ بھی مراد لیا جا سکتا ہے۔[۲۶] بہتر ہوتا ہے کہ اگر مصنف اپنے بیان کردہ معانی کو وسیع تر معنی (Extended Meaning) کے ضمن میں بیان کرتے۔

۳- قواعد تفسیر علمی کا ایک اہم قاعدہ یہ بھی ہے کہ اشارتاً و صریحاً سلف کی طرف جہل کی نسبت نہ کی جائے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملے میں مصنف سے کچھ خطا ہوئی ہے۔ وہ متعدد مقامات پر لکھتے ہیں کہ ان حقائق کا ادراک موجود زمانے میں صحیح طور پر ہوا۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۹ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”رعد اور برق قدرت کی ایسی عظیم طاقتیں ہیں جن کا صحیح ادراک جدید سائنس و ٹیکنالوجی کی ترقی کے بعد ہی ہوا ہے۔“[۲۷]

حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام اور خاص طور پر حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے رعد کے جو معانی مروی ہیں[۲۸] وہ موجودہ دور کی سائنس کے بیان کردہ معانی سے مختلف نہیں ہیں۔[۲۹] ہاں اس حقیقت سے انکار نہیں کہ سائنس انھیں زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کرتی ہے۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ مفسر نے کچھ مقامات پر قرآن اور سائنسی مفروضات کو باہم مربوط کر دیا۔ حالاں کہ سائنسی مفروضات کی حقیقت یہ ہے کہ آج سے سو سال پہلے جو نکتہ ایک مسلم حقیقت تھا، آج

۲۵- بشیر محمود، مصدرِ سابق، ۵۲۔

۲۶- مثلاً ابن عطیہ، **المحرر الوجیز** (بیروت: دارالکتب العلمیة، ۲۰۰۱ء)، ۱: ۹۹؛ محمد بن احمد القرطبی، **الجامع لأحکام القرآن** (بیروت: مؤسسة الرسالة، ۲۰۰۶ء)، ۱: ۲۴۷؛ ابو حیان الاندلسی، **البحر المحیط** (بیروت: دارالکتب العلمیة، ۱۹۹۳ء)، ۱: ۲۷۳۔

۲۷- بشیر محمود، مصدرِ سابق، ۵۷۔

28– quran.ksu.edu.sa/tafser/

29– www.weathewizkids.com

وہ بہت سے سائنس دانوں کے لیے قابل قبول نہیں۔ سورۃ الفاتحہ کی پہلی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مصنف نظریہ (Big Bang) پر روشنی ڈالتے ہیں اور کہتے ہیں: "ہماری زمین کائنات میں بے حیثیت سیارہ ہے جب کہ کائنات اربوں عالمین کا مجموعہ ہے۔ اس بات کو پندرہ ارب سال ہو چکے جب مادی دنیا میں پہلی دفعہ اللہ تعالیٰ نے اپنی شان ربوبیت کا اظہار کیا۔ اس واقعہ کا نام (Big Bang) ہے۔ دراصل (Big Bang) عالم شہود میں اوّلین حمد تھی۔"[۳۰]

فاضل مصنف در حقیقت لفظ "العالمین" کی تفسیر کرتے ہوئے یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ قرآن کریم نے جمع کا صیغہ کیوں استعمال کیا۔ قرآن کریم کا عالم کی بجائے العالمین کہنا در حقیقت یہ اشارہ ہے کہ اس کائنات میں ہمارے کرہ ارض کے علاوہ بے شمار عالم موجود ہیں۔ جس کو سائنس بھی ثابت کرتی ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں خلق کائنات سے متعلق جو آیات موجود ہیں وہ در حقیقت نظریہ انفجار (Big Bang) کی طرف اشارہ کرتی ہیں یا نہیں؟

اس معاملے کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤیدین تفسیر علمی اس نظریہ کی پر زور تائید کرتے ہیں اور اس کو قرآن کریم میں موجود تخلیق کائنات کی آیات سے جوڑنے کی کوشش بھی کرتے ہیں اور دوسری طرف بہت سے علما ایسے نظریات کو قرآن کریم سے ثابت کرنے کی مخالفت کرتے ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ نظریۂ انفجار کی صحت و ثبوت سے قطع نظر، بذات خود یہ تفسیری منہج اپنے اندر سقم رکھتا ہے۔ اسی نظریہ سے متعلق سائنس دانوں نے جو کچھ بھی کہا ہے اس کی بنیاد وہ آوازیں ہیں جو ریڈیائی آلات کی مدد سے سنی گئیں جن سے کھربوں سال پہلے کی کائنات کے بارے میں اندازے لگائے گئے اور یہ ایک ایسی حقیقت سے قطعاً مختلف ہے جس کا مشاہدہ کرنا ممکن ہو۔

اگرچہ سائنس دانوں کی اکثریت اس نظریے کی حمایت کرتی ہے، لیکن اس کی حیثیت ایک نظریے کی ہی ہے۔ لہٰذا قرآن کریم کو ایسے نظریات سے جوڑنا مناسب معلوم نہیں ہوتا، جیسا کہ ہم تفسیر علمی کے قواعد وضوابط پر بات کرتے ہوئے اس قاعدے کی طرف اشارہ کر چکے ہیں۔

مصنف اس نظریے کی وضاحت کرتے ہوئے کچھ ایسی چیزوں کے بارے میں کلام کرتے ہیں جو "ما لا مجال للرأي فيه."[۳۱] کے زمرے میں آتی ہیں۔ عمومی طور پر ایک مفسر کو اس چیز سے اجتناب کرنا

۳۰۔ بشیر محمود، مصدرِ سابق، ۳۲۔

۳۱۔ تفسیر واصول تفسیر کے علما کے نزدیک یہ بات معروف ہے کہ تفسیر اجتہادی یا عقلی میں مفسر صرف انھی معاملات کے بارے

چاہیے کہ وہ ایسی چیزوں کے بارے میں بات نہ کرے جن کا تعلق غیبیات سے ہے۔ یہی اصول تعبیر علمی پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ یعنی کوئی ایسی تفسیر قابل قبول نہ ہو گی جس میں ایسی چیزوں پر بات کی جائے جن کا علم اللہ تعالیٰ ک سوا کسی کو نہیں۔ مصنف ملائکہ و جن یا ان کی تخلیق کے وقت کا تعین وغیرہ لکھتے ہیں: ”بگ بینگ کے بعد کائنات کروڑوں سال جہنمی حالات میں رہی اور اس کے آتش وجود سے جنات کی تخلیق ہوئی۔ ملائکہ کی تخلیق نوری ہے جو بگ بینگ سے پہلے کا واقعہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کو پھیلایا اور تخلیق کے دوسرے دور یعنی ”الرحمان الرحیم“ کا آغاز ہوا۔“ (۳۲) مزید کہتے ہیں کہ ربوبیت کے دور کا آغاز بگ بینگ کے ساتھ ہوا۔

اس اقتباس میں مصنف کی یہ بات کہ ”اس واقعہ کے کروڑوں سال بعد اسی آتشیں مادہ سے جنات کی تخلیق ہوئی اور ملائکہ کی تخلیق جنوں سے پہلے ہوئی“ قابل گرفت ہے کیوں کہ قرآن پاک میں کہیں بھی تخلیق جن و ملائکہ کے وقت کا ذکر نہیں کیا گیا۔

اسی طرح مصنف کی یہ بات کہ ”اس واقعہ کے ساتھ ہی شان ربوبیت کا مادی دنیا میں اظہار ہوا“ محل نظر ہے۔ اس فقرے سے مترشح ہوتا ہے کہ واقعہ بگ بینگ سے پہلے کسی مخلوق کا وجود نہ تھ۔ اور شان ربوبیت اس سے پہلے کبھی ظہور میں نہ آئی۔

ایسا دعویٰ تو وہی انسان کر سکتا ہے جس نے حقیقت حال کا مشاہدہ کیا ہو۔ بصورت دیگر اللہ تعالیٰ تو قرآن کریم میں صراحتاً اشارہ فرماتے ہیں کہ ﴿ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ﴾ (۳۳) (ہم نے زمین و آسمان کی تخلیق کے وقت انھیں حاضر نہ کر رکھا تھا اور نہ خود ان کی تخلیق کے وقت۔)

سلامتی اسی میں ہے کہ تفسیر قرآن کرتے ہوئے صرف انھیں باتوں کا تذکرہ کیا جائے جو نص قطعی سے ثابت ہوں اور جن میں شک کی گنجائش نہ ہو۔

میں کلام کر سکتا ہے جو غیبیات کے زمرے میں نہیں آتے کیوں کہ غیبی امور سے متعلق وہی تفسیر قابل قبول ہے جو نبی کریم ﷺ سے منقول ہے۔ اسی طرح صحابہ کرام ؓ کی تفسیر بھی ان معاملات میں مرفوع کے ضمن میں آتی ہے۔

۳۲۔ بشیر محمود، مصدرِ سابق، ۳۴۔

۳۳۔ القرآن، ۱۸: ۵۱۔

مفروضات سے متعلق ہی ایک اور مقام پر مصنف ارتقاے آدم و زندگی سے متعلق ضمیمے میں قاری کو بہت پیچیدگی میں ڈال دیتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ارتقاے آدم سے متعلق سائنسی دریافتوں اور قرآنی آیات میں کوئی تناقض نہیں ہے، بلکہ یہ دریافتیں قصۂ تخلیق آدم کو سمجھنے میں مدد دیتی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

”جدید سائنسی کہانی کے مطابق انسان سے پہلے زمین پر کروڑوں سال تک کئی قسم کے دو ٹانگوں پر چلنے والے حیوانات کے ادوار آتے رہے، لیکن ان میں سے کوئی بھی انسان نہیں تھا اور یہی بات قرآن میں سمجھائی گئی ہے۔ اللہ کی کتاب میں بھی دو، چار، چھ یا اس سے زیادہ ٹانگیں رکھنے والے حیوانات کا ذکر ہے۔“[۳۴]

اسی طرح ان کے خیال میں چوں کہ انسان سے پہلے دو ٹانگوں والے انسان نما حیوانات بہت فساد برپا کرتے تھے، اسی لیے فرشتوں نے آدم کی خلافت پر اعتراض کیا۔ یعنی انسان سے پہلے بھی دو ٹانگوں والے حیوانات زمین پر موجود تھے، لیکن وہ انسان نہیں تھے۔ سائنسی تحقیقات کے مطابق دو ٹانگوں پر چلنے والے حیوانات کا اچانک نقطۂ آغاز کوئی پچاس سال پہلے افریقہ میں ہوا تھا۔ اس سے پہلے کے تمام حیوانات چار یا چار سے زیادہ ٹانگوں پر چلتے تھے۔[۳۵]

اس لیے فاضل مصنف انسان سے پہلے کے حیوانات کی ترقی و ارتقا کے مختلف مراحل بیان کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ وہ انسان نہیں تھے، لیکن ان کو انسان کے آباؤ اجداد کہا جا سکتا ہے جن میں آخری مرحلے کی نسل کا نام (Homosapien) تھا۔ ان میں زیادہ تر نسلوں کا کام خون ریزی اور مار دھاڑ تھا۔ اسی لیے مصنف ایسا خیال ظاہر کرتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ جنت میں تخلیق آدم کے وقت فرشتوں نے ان کی شکل و شباہت دیکھ کر یہ جو کہا تھا کہ ”کہ یہ زمین میں خون بہائے گا“۔۔۔ دراصل ان کی دو ٹانگوں پر چلنے والے اس انسان نما حیوان کی بود و باش کے مشاہدہ کے نتیجہ میں ہوا۔[۳۶]

یہ ایسی بات ہے جس کا ذکر قرآن و سنت میں کہیں نہیں ملتا اور نہ ہی کسی صحابی و تابعی سے قصۂ تخلیق آدم کی تفسیر میں اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ اور چوں کہ یہ بات امور غیبیات میں سے ہے اس لیے اس معاملے مصنف کا اجتہاد یا رائے خیال قابل قبول نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح وہ اپنی پوری تفصیل میں صریح الفاظ میں تو ڈارون کے نظریہ ارتقا کا انکار کرتے ہیں، لیکن یوں

۳۴- بشیر محمود، مصدرِ سابق، ۲۹۱۔

۳۵- بشیر محمود، مصدرِ سابق، ۷۴- ۷۵۔

۳۶- بشیر محمود، مصدرِ سابق، ۳۹۲۔

محسوس ہوتا ہے کہ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ وہ وہی بات کہنا چاہ رہے ہیں۔

۵۔ تفسیر علمی کے ضمن میں ہی ایک اور مشہور رجحان اعجازِ عددی کا ہے۔ نظریۂ اعجاز عددی کو اس وقت عروج حاصل ہوا جب مصر سے تعلق رکھنے والے ایک عالم رشاد خلیفہ نے اپنے کمپیوٹر کی مدد سے یہ دعویٰ کیا کہ اعداد کا قرآن کی تصنیف سے گہرا تعلق ہے اور خاص طور پر ۱۹ کا ہندسہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ زمانۂ حاضر میں مختلف علما اس نکتے پر بات کرتے ہیں۔ڈاکٹر بشیر محمود بھی اسی رجحان سے گہرے متاثر ہیں۔ وہ مختلف مقامات پر اعجاز عددی پر بات کر کے پرجوش طریقے سے قرآن کے اعجاز کو ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اسی طرح کتاب کے آخر میں خاص طور پر ایک ضمیمہ اس موضوع پر لکھا، لیکن ایک طالب تفسیر کے لیے یہ بات مخفی نہیں کہ یہ رجحان اپنے اندر بہت سارے نقائص لیے ہوئے ہے جو فراست قرآن کے منافی ہیں۔ڈاکٹر اشرف عبد الرزاق اس نظریے کی پرزور مخالفت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" میں اعجاز عددی سے متعلق بہت کتابوں کے مطالعہ کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ نظریہ قابل قبول نہیں ہے کیونکہ اس میں کوئی حقیقت نہیں کیونکہ مختلف کتابوں کے مصنفین اپنے طے شدہ نتائج تک پہنچنے کے لیے ان حقائق کو چھوڑ دیتے ہیں جن پر امت کا اجماع ہے۔"[۳۷] اگر غور کیا جائے تو سلطان بشیر محمود نے اعجاز عددی سے متعلق وہی اعداد و شمار ذکر کیے ہیں جو عموماً مؤلفین اس ضمن میں پیش کرتے ہیں۔ مثلاً لفظ یوم کی تعداد مصنف نے ۳۶۵ دفعہ بتائی ہے۔[۳۸] اس گنتی پر کچھ محققین نے جب تحقیق کی تو پتا چلا کہ چوں کہ سال میں عموماً ۳۶۵ دن ہوتے ہیں اس لیے اعجاز عددی کے مؤیدین نے قرآن میں بھی ان کی تعداد ۳۶۵ بتائی تاکہ قرآن کا اعجاز عددی ثابت ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ لفظ اپنی مختلف شکلوں میں ۴۷۵ دفعہ قرآن میں ذکر ہوا۔ اعجاز عددی کے مؤیدین نے ۳۶۵ کا عدد حاصل کرنے کے لیے الفاظ کو چھوڑ دیا جیسے یومکم، یومھم، یومئذ اور الیوم بالیوم کو شمار کر لیا۔[۳۹]

۳۷۔ رسم المصحف والإعجاز العددي(دراسة نقدية في كتب الإعجاز العددي في القرآن الكريم).
https://books.google.com.pk/books/about/%D%8B%1D%8B%3D85%9_%D%8A%7D%84%9D%85%9D%8B%5D%8AD%D81%9_%D%88%9D%8A%7D%84%9D%8A%5D%8B%9D%8AC%D%8A%7D%8B2_%D%8A7.html?id=4eBhQgAACAAJ&redir_esc=y

۳۸۔ بشیر محمود، ۳۶۵۔

39– www.answeringislam.com.na/religion/numerics/365.

نتائج

موجودہ دور میں بعض علما اور مبلغین نے تفسیر علمی کو دعوت الی اللہ کے اہم اسالیب میں شمار کیا ہے۔ اس ضمن میں جو بات واضح کرنی چاہیے وہ یہ کہ اعجاز علمی اور تفسیر علمی میں ایک لطیف فرق ہے۔ اعجاز علمی ایک مسلم حقیقت ہے لیکن اس سے یہ نتیجہ ہر گز نہیں نکلتا کہ قرآن کی ہر آیت کو سائنس کے مفروضات کے ساتھ منسلک کیا جائے کیوں کہ اس صورت میں غلطی کا امکان زیادہ ہو جاتا ہے۔ قرآن کی سائنسی تفسیر کا مطالعہ کرنے سے یہ بات مزید واضح ہوئی کہ کس طرح تفسیر علمی کے ضوابط کی رعایت نہ کرنے سے مصنف سے کچھ معاملات میں واضح خطا سرزد ہوئی جس کا ازالہ کرنے سے کتاب کی قدر و قیمت میں اضافہ ہو سکتا ہے۔

List of Sources in Roman Script

- Abd ul-Haq bin Ghalib bin Atiyyah, Al-Muharar al-Wajeez fi Tafsir al-Kitaab al-Aziz, (Tafsīr ibn-Atiyya), Dar ul-Kutub al-Ilmiyah, al-Beirut, 2001.
- Abi al-Fida Ismail bin Umar bin Kathir, Al-Quran al-Azeem, (Tafseer Ibn Kathir), Dar Ibn Hazam, al-Beirut, 2000.
- Abi Hayyan, Muhammad bin Yusuf al-Undlusi, Al-Bahr ul-Muheet, (Tafsīr Abi Hayyan), Dar ul-Kutub al-Ilmiyah, al-Beirut, 1993.
- Al-Qurtabi, Muhammad bin Ahmad al-Khazraji al-Undlusi, Al-Jame Li Ahkaam ul-Quran, (Tafsīr al-Qurtabi), Muasas ul-Risalah, al-Beirut, 2006.
- Dr. Fahad bin Abd al-Reham al-Rumi, Itejahaat al-Tafseer fi al-Quran al-Rabe Ashar, Muasas ul-Risalah, al-Riyadh, 1997.
- Dr. Saleh Sawab*, Dirasa Naqdiya fi kutub al- Ijaz al- Adaddi fi al-Quran al-Kareem*, Kulyat-ul-Aadab, Jamia Sunaa.
- Ibrahim Faiz Abdul Aziz, *Asar ul Tafsīr al-Ilmi fee Arkaan ul Dawah,* Rabita ul-Aalam al-Islami, al-Saudia, 2002.
- Imam Ibrahim bin Musa bin Muhammad al-Lakhmi al-Shatabi, *al-Mawafqaat*, Dar al-Ma'rfa, al-Beirut, 1201.
- Madkhil ila Derasa al-Ijaz fi al-Quran al-Kareem wa al-Sunnah al-Nabawiyah, Dar ul-Ma'arafa, al-Beirut, 2009.
- Muhammad Hussain al-Zahabi, *al-Tafsīr wal-Muffassirun*, Maktabah Wahbiya, al-Qahirah, 1398.
- Musaid bin Suleman al-Tayyar, *Fusool fi Usool al-Tafseer*, Dar Ibn Jauziyah, al-Riyadh, 1993.
- See: Abd al- Ruhi, *Itajahaat al-Tafseer fi al-Quran al-rabe Ashar*, Idaraat al-Bahoos al-Islamiyah, Mumlika al-Saudia, 1986; and Abdul Majeed al-Muhsib*, Itejahat al-Tafseer fi al-Asr Alrahin*, Maktaba Alnehza al-Islamiyah, al-Urdun, 1980.
- See: Imam al-Ghazali, *Ehyaa Uloom ul Deen*, Dar al-Kutub al-Ilmiya, al-Beirut, 1987; Jalal ul Deen al-Suyuti, *al-Itqaan fi Uloom ul Qur'an*, al-Maktabah al-Arabia, al-Beirut, 1997.
- Sir Sayyad Ahmad Khan, *Tafsīr ul Qur'an*, Dost associates Lahore, Jamia Hamdard, Delhi, 1995.

- Sultan Bashir ul-Deen Mehmood Ahmad, Kitaab e Zindagi, al-Quran Kareem Research Foundation, Islamabad, 2006.
- Zafar Ishaq Ansari, *Scientific exegesis of the Quran*, Journal of Quranic Studies, Volume 3 Issue 1, Page 91-104, ISSN 1465-3591 Available Online Aug 2010.

- http://www.eajaz.com/index
- http://book.google.com
- http: islamdaline/author/m.ossanusi
- quran.ksu.edu.sa/tafser/
- quran.ksu.edu.sa/tafser/katheer/sura2
- www.answeringislam.com.na/religion/numerics/365
- www.weathewizkids.com

Bibliography

- Abd ul-Haq bin Ghalib bin Atiyyah, Al-Muharar al-Wajeez fi Tafsir al-Kitaab al-Aziz, (Tafsīr ibn-Atiyya), Dar ul-Kutub al-Ilmiyah, al-Beirut, 2001.
- Abi al-Fida Ismail bin Umar bin Kathir, Al-Quran al-Azeem, (Tafseer Ibn Kathir), Dar Ibn Hazam, al-Beirut, 2000.
- Abi Hayyan, Muhammad bin Yusuf al-Undlusi, Al-Bahr ul-Muheet, (Tafsīr Abi Hayyan), Dar ul-Kutub al-Ilmiyah, al-Beirut, 1993.
- Al-Qurtabi, Muhammad bin Ahmad al-Khazraji al-Undlusi, Al-Jame Li Ahkaam ul-Quran, (Tafsīr al-Qurtabi), Muasas ul-Risalah, al-Beirut, 2006.
- Dr. Fahad bin Abd al-Reham al-Rumi, Itejahaat al-Tafseer fi al-Quran al-Rabe Ashar, Muasas ul-Risalah, al-Riyadh, 1997.
- Dr. Saleh Sawab, *Dirasa Naqdiya fi kutub al- Ijaz al- Adaddi fi al-Quran al-Kareem*, Kulyat-ul-Aadab, Jamia Sunaa.
- Ibrahim Faiz Abdul Aziz, *Asar ul Tafsīr al-Ilmi fee Arkaan ul Dawah,* Rabita ul-Aalam al-Islami, al-Saudia, 2002.
- Imam Ibrahim bin Musa bin Muhammad al-Lakhmi al-Shatabi, *al-Mawafqaat*, Dar al-Ma'rfa, al-Beirut, 1201.
- Madkhil ila Derasa al-Ijaz fi al-Quran al-Kareem wa al-Sunnah al-Nabawiyah, Dar ul-Ma'arafa, al-Beirut, 2009.
- Muhammad Hussain al-Zahabi, *al-Tafsīr wal-Muffassirun*, Maktabah Wahbiya, al-Qahirah, 1398.
- Musaid bin Suleman al-Tayyar, *Fusool fi Usool al-Tafseer*, Dar Ibn Jauziyah, al-Riyadh, 1993.
- See: Abd al- Ruhi, *Itajahaat al-Tafseer fi al-Quran al-rabe Ashar*, Idaraat al-Bahoos al-Islamiyah, Mumlika al-Saudia, 1986; and Abdul Majeed al-Muhsib, *Itejahat al-Tafseer fi al-Asr Alrahin*, Maktaba Alnehza al-Islamiyah, al-Urdun, 1980.
- See: Imam al-Ghazali, *Ehyaa Uloom ul Deen*, Dar al-Kutub al-Ilmiya, al-Beirut, 1987; Jalal ul Deen al-Suyuti, *al-Itqaan fi Uloom ul Qur'an*, al-Maktabah al-Arabia, al-Beirut, 1997.
- Sir Sayyad Ahmad Khan, *Tafsīr ul Qur'an*, Dost associates Lahore, Jamia Hamdard, Delhi, 1995.

- Sultan Bashir ul-Deen Mehmood Ahmad, Kitaab e Zindagi, al-Quran Kareem Research Foundation, Islamabad, 2006.
- Zafar Ishaq Ansari, *Scientific exegesis of the Quran*, Journal of Quranic Studies, Volume 3 Issue 1, Page 91-104, ISSN 1465-3591 Available Online Aug 2010.
- http://www.eajaz.com/index
- http://book.google.com
- http: islamdaline/author/m.ossanusi
- quran.ksu.edu.sa/tafser/
- quran.ksu.edu.sa/tafser/katheer/sura2
- www.answeringislam.com.na/religion/numerics/365
- www.weathewizkids.com